31773 ـ اولاد كے سامنے بيوى كا بوسہ لينا

سوال

خاوند اور بيوى اپنى اولاد كے سامنے كس حد تك لطف اندوز ہو سكتے ہيں، كيا اولاد كے سامنے ايك دوسرے سے معانقہ كر سكتے ہيں، يا بوسہ لے سكتے اور ايك دوسرے كا ہاتھ پكڑ سكتے ہيں يا نہيں ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اس مسئلہ ميں شرعى حكم كى تفصيل درج ذيل ہے:

اول:

اگر تو يہ معانقہ اور بوسہ لينا بالكل اسى جنس سے ہو جو وہ خلوت ميں كرتے ہيں تو يہ كام اولاد كے سامنے كرنا جائز نہيں، چاہے بچے چھوٹے ہوں يا بڑى عمر كے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اے ايمان والو تمہارے غلاموں اور نابالغ بچوں كو تين اوقات ميں تم سے اجازت لينى ضرورى ہے، نماز فجر سے قبل اور ظہر كے وقت جب تم اپنا لباس اتار ركھتے ہو، اور عشاء كى نماز كے بعد، يہ تينوں وقت تمہارى (خلوت) اور پردہ كے ہيں، ان وقتوں كے علاوہ تم پر كوئى گناہ نہيں اور نہ ہى ان پر كوئى گناہ ہے، تم سب آپس ميں ايك دوسرے كے پاس بكثرت آنے جانے والے ہو، اللہ اس طرح كھول كھول كر اپنے احكام تم سے بيان فرما رہا ہے، اور اللہ تعالى پورے علم والا اور كامل حكمت والا ہے

اور تمہارے بچے بھى جب بلوغت كو پہنچ جائيں تو جس طرح ان سے پہلے لوگ اجازت مانگتے ہيں انہيں بھى اجازت مانگ كر آنا چاہيے، اللہ تعالى تم سے اسى طرح اپنى آيات بيان كرتا ہے، اور اللہ تعالى علم و حكمت والا ہے النور (58 ـ 59).

ابن كثير رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اس ليے ملازموں اور بچوں كو حكم ديا جائيگا كہ وہ ان اوقات ميں گھر والوں كے پاس ہجوم مت كريں، كيونكہ خدشہ ہے كہ آدمى اپنى بيوى كے پاس ہو يا كسى اور كام ميں مشغول ہو " اھـ

دیکھیں تفسیر ابن کثیر (3 / 401).

اس لیے جب بچوں پر ان اوقات میں اجازت لینی واجب ہوئی تا کہ وہ خاوند اور بیوی کے مابین جو تعلقات ہوتے ہیں انہیں نہ دیکھ پائیں، تو پھر عمدا اس عمل کا اظہار کرنا کیسا ہوگا ؟

آپ ذرا اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو دیکھیں جس وہ انتہائی ادب پایا جاتا تھا جسے صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے:

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے غلام کریب بیان کرتے ہیں کہ انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنی خالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ہاں رات بسر کی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

" میں تکیہ کے عرض یعنی چوڑائی میں لیٹ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ اور آپ کی بیوی اس کی لمبائی میں لیٹ گئے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نصف رات یا اس سے کچھ قبل یا نصف رات کے کچھ بعد تك سوتے رہے، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو اپنے چہرے سے ہاتھ کے ساتھ نیند کو دور کر رہے تھے، پھر آپ نے سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی ...... "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4571) صحیح مسلم حدیث نمبر (763).

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

" اس حدیث میں اس بات کی دلیل پائی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی محرم آدمی کی موجودگی میں اپنی بیوی کے ساتھ سو جائے لیکن تعلقات قائم نہ کرے تو یہ جائز ہے.

قاضی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس حدیث کی کچھ روایات میں آیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے بیان کیا:

" میں نے اپنی خالہ کے ہاں ایك رات بسر کی جن ایام میں وہ حیض کی حالت میں تھیں.

قاضی بیان کرتے ہیں کہ: اگرچہ اس کلمہ کی روایت کا طریقہ اگرچہ صحیح نہیں لیکن یہ معنی کے اعتبار سے بہت جید ہے، کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وہی رات بسر کی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیوی سے کوئی حاجت نہ تھی اور ان کے باپ عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی انہیں اس وقت ہی وہاں جانے کا کہا جب انہیں علم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیوی کی حاجت نہیں ہے.

اس لیے کہ یہ تو معلوم ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی موجودگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت پوری نہیں کرینگے، اور خاص کر جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی نگرانی کر رہے تھے، کیونکہ ابن عباس یا تو بالکل ہی نہیں سوئے، یا پھر بہت تھوڑی نیند کی " اھـ

اس لیے کہ اس کا اظہار مروت کے خلاف شمار ہوتا ہے.

دیکھیں: شرح مسلم للنووی (6 / 46).

الماوردی رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" مروت یہ ہے کہ حالات کا اس حد تک خیال کیا جائے کہ اس کا افضل و بہتر ہو تا کہ اس سے قصدا کوئی قبیح ظاہر نہ ہو اور نہ ہی بطور استحقاق اس کی جانب مذمت متوجہ کی جا سکے " اھـ

دیکھیں: ادب الدنیا و الدین (392).

اور پھر اس طرح کا کام کرنے میں جو تربیتی لحاظ سے خرابیاں پائی جاتی ہیں وہی اسے ممنوع قرار دینے کے لیے کافی ہیں، کیونکہ بچوں کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ ہر قسم کے معاملات میں والدین کی نقل کرتے ہیں، اس لیے خدشہ ہے کہ کہیں ان میں سے کوئی غفلت اور بے سمجھی میں اس کی نقل کرتے ہوئے ویسے ہی کر بیٹھے تو یہی خرابی کافی ہے.

پھر یہ بھی کوئی پتہ نہیں کہ بچوں میں سے کوئی بچہ لوگوں میں وہی کچھ بیان کرتا پھرے جو اس نے والدین کو کرتے ہوئے دیکھا تھا، اس میں جو بےشرمی اور خرج پایا جاتا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں.

دوم:

لیکن اگر محبت و مودت اور الفت اور جذبات کی بنا پر کیا جائے جس سے گھر سکون و اطمنان اور محبت و سعادت سے بھر جاتا ہے خاص کر عید وغیرہ کے تہوار پر تو یہ جائز ہے.

اور پھر اس کا اظہار تو اولاد کے لیے راحت نفسی کا باعث ہوگا کہ وہ اپنے گھر میں والدین کے مابین اتفاق و اتحاد دیکھ کر مطئمن ہونگے.

اس لیے اس نرمدلی کے اظہار میں کوئی حرج نہیں، لیکن یہ صرف اس حد تک ہو کہ یہی غرض پوری ہو اور اس میں تھوڑی سی بھی ممانعت کا شائبہ نہ پایا جائے.

والله اعلم .